AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

پنجابی صوفی شاعری میں میاں محمد بخش کا تصورِ فکرِ آخرت: تجزیاتی مطالعہ

Mian Muhammad Bakhsh's Conception of Hereafter in Punjabi Sufi Poetry: An Analytical Study

Allah Ditta
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore
allahditta7719@gmail.com
Dr. Muhammad Shafiq
Chairman, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore
muhammad.shafeeq@giu.edu.pk

Abstract

Mian Muhammad Bakhash (H) was a mystic scholar who played his role in spreading Islamic teachings through his character in the subcontinent. He motivated the people to follow the right path and lead their lives remembering the world hereafter. The question arises of how he succeeded in his mission to inculcate the spirit of Islam in the people. The research has been conducted by studying the poetry of Mian Muhammad Bakhash (H-H) and analyzing the strategy that caused a change in the people. They concentrated on his message and embraced Islam. The research can conclude that Mian Muhammad Bakhash (H-H) preached to the people by conveying the message of Allah through examples of cosmology and gave a clear concept of the hereafter.

Keywords: *Sultan Bahu, poetry, Thinking of Hereafter, preaching Islam.*

پنجابی زبان کے ممتاز صوفی شاعر حضرت میاں محمد بخشؒ اپنے آفاقی پیغام اور اعلیٰ فنی محاسن کے سبب عالمی سطح کے شاعروں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ تصوف میں آپؒ کا سلسلہ قادریہ کے جلیل القدر بزرگ تھے۔ دین دار، پاک نفس اور اصل صوفی ہونے کے ساتھ ساتھ آپ فقہ، حدیث اور تفسیر جیسے علوم دیا یہ میں خصوصی مہارت رکھتے تھے۔ مانجابی کے علاوہ اردو فارسی اور مربی کے بھی مثالی فاضل تھے۔ یہ درویش سیرت پنجابی زبان کی عظیم شعری روایت کی آخری کڑی ہیں جس کا آغاز حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ سے ہوا تھا۔

یوں تو حضرت میاں محمد بخش کی کتابوں میں یا ان کے کلام میں سوئی مہینوال تحفہ میراں، شیخ صنعان شیریں فرہاد، تحفہ رسولیہ، قصہ شاہ منصور بھی خواص خان، مرزا صاحباں، ہدایت المسلمین، مپیچ گنج، ہیر رانجھا بگزار فقر اور تذکرہ مقیمی جیسی شہرہ آفاق تخلیقات شامل ہیں۔ لیکن ان کو شہرت **"سیف الملوک"** سے ملی۔

> "پنجابی صوفی بزرگان دین کی تعلیمات میں بے پناہ موضوعات قلم کاروں کی تحریروں کا موضوع ہے۔ حضرت محمد بخش کی شاعری کے حوالے بالخصوص پنجابی کلام سیف الملوک پر مختلف انداز میں مؤلفین نے مضمون مقالے اور کلام کی شروحات لکھیں۔ حضرت میاں محمد بخش کی شاعری میں نظر آخرت کا پہلو انتہائی دل چسپ اہم اور غیر معمولی ہے چونکہ دنیا کی زندگی انتہائی عارضی اور غیر محکم اور ناپائیدار ہے۔ صوفیاء کرام، صالحین، بزرگان دین اور علماء مشائخ نے اپنی تصانیف میں ہمیشہ دنیاوی زندگی کو نظر انداز کرنے اور اخروی زندگی کو اپنانے پر زور دیا ہے۔ صوفیاء کرام کی تعلیمات کا نچوڑ اور مرکزی خیال آخرت کی فکر رہا ہے"۔

اس طرح حضرت میاں محمد بخش رحمت اللہ علیہ کے کلام میں آخرت کی اگر جیسا کہ روز محشر جب قیامت کا دن ظہور پذیر ہو گا اس دن کے تمام احوال و معاملات حساب کتاب، پل صراط، میزان، جنت دوزخ کے احوال یعنی تمام ضروری پہلوؤں پر میاں صاحب نے اپنے کلام میں بیان کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

مگر شکاری کرے تیاری بار چرندیاں ہورناں
جو چڑھیا اس ڈھینا اوڑک جو جمیا اس مرتان (۲)

ترجمہ اس شعر میں میاں صاحب نے شکاری کا ذکر کیا ہے جو جنگل میں چرتے ہوئے ہرن کے پیچھے لگنے کی تیاری کر رہا ہے جو اوپر چڑھا ہے یعنی سوار ہوا ہے اس نے آخر نیچے کرنا ہے اور جو پیدا ہوا ہے اس نے آخر مرنا ہے۔(۳)

میاں صاحب نے بڑے خوبصورت انداز میں تشبیہ دے کر ایک سبق دیا ہے جو سوار اپنی سواری پر سوار ہوتا ہے اس کو جب وہ اپنی لگام کے دائرے میں رکھے گا تو وہ سواری سے نہیں کرے گا اور وہ اپنی منزل تک پہنچنے میں کامیاب ہو گا اور اگر اس نے سواری ایسے بے لگام گھوڑے پر کی جس کی لگام اس کے ہاتھ میں نہ ہو گی وہ کسی طرح بھی اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا ہے وہ گرے گا اور ناکامی اس کا مقدر ہو گی اور اس طرح آخرت میں کامیاب سیدھا راستہ جس پر اللہ اور اس کے رسول کی رضا حاصل ہو کامیابی کا راستہ ہو گا اور جو راستے اللہ اور اس کے رسول کے بر خلاف اعمال پر ہو گا وہ ناکامی کا راستہ ہو گا اور جو انسان پیدا ہوا اُسے آخر مرنا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ اس دنیائے فانی میں موجود ہر چیز کو نا ہو تا ہے۔ ہم میں سے ہر کسی نے ایک دن اس دار فانی سے کوچ کر جاتا ہے۔ صرف رب ذوالجلال کی ذات ہی ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ اللہ رب العزت نے سورۃ الرحمن میں ارشاد فرمایا ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (۴) "ہر کوئی جو بھی زمین پر ہے فنا ہو جانے والا ہے اور آپ کے رب ہی کی ذات باقی رہے گی"۔

جو صاحب عظمت و جلال اور صاحب انعام و اکرام ہے۔
لوئے لوئے بھر لے گویے، ہے شدھ بھانڈا بھر جا
شام پی بن شام محمد، گھر جاندی نے ڈرنا(۵)

اے نوجوان! اگر تونے پانی بھر تا ہے تو ابھی روشنی میں ہی بھر لے۔ مطلب یہ کہ جو بھی ایک اعمال کرنے ہیں وہ ابھی (جوانی میں) کر لے۔ اے محمد (بخش) کہ محبوب کے بغیر شام ہو گئی تو گھر جاتے ہوئے ڈر لگے گا۔ مطلب یہ کہ نیک اعمال کے بغیر اپنے گھر (آخرت) کو جاتے ہوئے ڈر لگے گا۔

کاشف صاحب اس شعر کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"اس شعر میں میاں صاحب فرماتے ہیں کہ اے انسان تو زندگی کی ابتدائی سے آخرت کی تیاری شروع کر لے یعنی کہ تو وقت کو غنیمت جان کر دن کے طلوع سے غروب کے درمیان اپنے نیک اعمال کر لے اور دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو جاو رنہ اخیر وقت پر تیرے پاس نیکی کرنے کا وقت ختم ہو جائے گا۔"(۶)

حضرت میاں محمد بخش کے اشعار کا نچوڑ فکر آخرت ہے کیوں کہ روز قیامت کسی لین دین کا معاملہ نہیں ہے کہ کسی طریقے سے خلاصی ہو، کوئی قدر یہ بھی نہیں ہے کہ کوئی تمہارا بدلہ چکا دے۔ جو کچھ کرنا ہے اس دنیا میں کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دنیوی زندگی میں انسان کو

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

آزمائش کے لیے ہی بھیجا گیا ہے، جیسا کہ سورۃ الملک میں ارشاد خداوندی ہے۔خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً (۷)

موت اور زندگی کو اس لیے پیدا فرمایا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے لحاظ سے بہتر ہے"۔"دنیا ایک ایسی جگہ ہے جہاں آپ صرف سامان خرید سکتے ہیں اور یوم حساب وہ دن ہے جس دن آپ کے پاس میزان میں اس سیامان کا حساب ہو گا۔یہ آپ پر منحصر ہے کہ یہاں سے کسی طرح کا سامان خریدتے ہیں اگر اس دنیا سے لہو ولعب، الظافر سامان دھوکا دہی بقیش اور بد اعمالی کا سامان ساتھ لے کر جائیں گے یوم حساب اس کی وقعت روئی کے گالوں کے جیسی ہو گی جو بظاہر تو بہت زیادہ نظر آتے ہیں لیکن در حقیقت اس کا وزن کچھ بھی نہیں ہوتا ۔حضرت میاں محمد بخش کے کلام کے اس شعر کا اصل مقصد آخرت کی فکر کرکے دنیا و آخرت میں کامیاب ہوتا ہے۔

دشمن مرے تے خوشی نہ کریئے سجناں دی مر جانا
ڈیگر تے دن گیا محمد اوڑک نوں ڈب جانا(۸)

ترجمہ "دشمن کے مرنے پر خوشی نہ کریں اس لیے کہ آپ کے دوست نے بھی ایک دن مر جانا ہے اور دوپہر کے بعد سورج نے جلدی غروب ہو جاتا ہے"(۹)۔

صوفیا کرام کی تعلیمات کا اولین مقصد اللہ اور اس کے رسول کی رضا حاصل کرتا ہوتا ہے۔یہ تقوئی، اخوت، بھائی چارہ امیر قتل نبردباری، فاقہ کی بھی اثبات کی لذت، ان کا طرہ امتیاز ہوتی ہیں چوں کہ برصغیر میں کوئی بی تشریف نہیں لائے

یہاں پر کفر وشرک کا قتل صوفیا نے توز کر توحید و رسالت کی شمع روشن کی اور کروڑوں غیر مذاہب کے لوگوں کو اسلام کی دولت سے مالا مال کیا۔برصغیر میں ذات پات کا نظام بہت مضبوط تھا۔صوفیا کرام نے چھوٹی ذات کے لوگوں کو اسلام کی دعوت پیش کی اور اُنھوں نے اسلام قبول کیا اور ان کو بڑی ذات کے لوگوں کے ساتھ بٹھایا۔

عورت کو مقام دیا۔صوفیا نے عورت جو چھوٹے گھر کی ہوتی اُس کو بڑے گھر کی عورت کے ساتھ برابر کے حقوق دیے اور شادی بیاہ کی رسوم میں مساوات اور برابری کی سطح پر سلوک کیا۔الذي خلق الموت والحياة ليبلوكم احسَنُ عَمَلاً وَهُوَا لْعَزِيزُ لَغَفُورٌ(۱۰)"جس نے موت اور زندگی کو(اس لیے پیدا فرمایا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے لحاظ سے بہتر ہے اور وہ غالب بڑا بخشنے والا ہے۔"

اللہ رب العزت نے انسان کو نہ صرف بے شمار مادی نعمتوں سے نوازا ہے بلکہ اسے ایسی صلاحیتوں سے بھی بہرہ ور کیا ہے جو کسی دوسری مخلوق کے حصے میں بہت کم آتی ہیں۔

صوفیا کرام کی تعلیمات میں آخرت، حشر، قیامت کی فکر کا درس ملتا ہے۔صوفیاء کرام نے اس میں انسان کی تربیت کا بندوبست کیا ہے اس میں یہ بتایا ہے کہ انسان مادیت پرستی میں آکر ہی موت کو نہ بھول جائے۔اس میں وہ خیال کرتا ہے کہ اگر میرا دشمن فوت ہو جائے تو میں آسانی سے اس کے دھن مال پر غاصبانہ قبضہ کر لوں لیکن یہ مومن مسلمان نے کبھی نہیں سوچا کہ اگر میں آج دشمن کے خلاف جو گزندانہ رویہ اختیار کروں گا تو کل کو میرا دشمن میرے ساتھ بھی ایسا سلوک کرے گا بلکہ مومن صرف امن کی بات کرتا ہے۔

الدنيا مزرعة الآخرة (۱۱)"دنیا آخرت کی کھیتی ہے"۔

یعنی اس زندگی میں جو کاشت کرنا ہے کر لے تمہاری زندگی کا سورج کچھ ہی لمحوں کے بعد غروب ہو جائے گا یعنی انسان کی زندگی کا سورج صبح طلوع ہوتا ہے اور شام کو غروب ہو جاتا ہے یہی انسان کی زندگی ہے۔ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

پینگاں بہت ہلارے نے میاں ترت زمین تے جھڑیاں
کڑیاں فیر نہ مڑیاں پیکے ساہوریاں چھک کھڑیاں

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

موتی کد ملے مڑ سپاں ونج پئے وچہ لڑیاں
ڈگیاں پھلیاں خاکو رلیاں پھر رکھیں کد چڑھیاں(۱۲)

ترجمہ " جو آنکھیں بہت بلندی تک جاتی ہیں نوٹ کر زمین پر آگرتی ہیں یعنی جو پیدا ہوا اس نے آخر مرتا ہے اور جو لڑکیاں ازدواجی زندگی سے منسلک ہو چکی ہیں ان کو سسرال والے کے گئے ہیں اب وہ وہیں کی ہو چکی ہیں وہ پھر لوٹ کے میکے نہیں آئیں گی، حضرت میاں صاحب نے پر تمثیل سے ایک آفاقی سبق اپنی شاعری میں دیا ہے کہ جو عورتیں شادی کے بندھن میں بندھ کر سسرال جاتی ہیں وہ دوبارہ واپس نہیں آتیں ہیں یعنی جو اس دنیا سے چلا جاتا ہے وہ واپس اس دنیا میں نہیں آتا اور آخرت ہی میں نیکی کے عوض جب جنت میں داخل اور کامیاب ہو گا۔"

مذکورہ بالا اشعار میں یہ واضح ہوا ہے کہ فکر کے لائق اصل شے آخرت ہے جو انسان اس فکر میں مصروف رہے گا، اس کے دنیوی معاملات اللہ تعالی کی مہربانی اور لطف وعطا سے خود بخود ہی سدھر جائیں گے۔ کیوں کہ آخرت کی بہتری کے لیے اللہ تعالی نے جو راستہ بتایا ہے وہ ایسا ہے کہ اس پر چلنے سے دنیاوی معاملات خود بخود درست ہوتے چلے جاتے ہیں اور حضور نے دنیا کی بے ثباتی اور فکر آخرت کے اسی تصور کو اجاگر کرنے کے لیے ایک مقام پر ارشاد فرمایا۔ اذقمت في صلاتك فصل صلاة مودع(۱۳)"جب تم نماز میں کھڑے ہو تو اس طرح نماز ادا کرو جیسے آخری نماز ادا کر رہے ہو"۔

مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں ہی میاں صاحب نے اشعار کہے ہیں یعنی کہ تم نے اگر نیک اعمال کیے تو تم نے دنیا سے جاتا ہے۔ اے انسان اور واپس بھی نہیں آنا حب تمام تمہارے اعمال آخرت کی فکر پر مبنی ہونے چاہئیں۔

"سورج دی اشنائیوں کیہ کجھ لدھا نیلوفر نوں اواوموئے چکور محمد، سار نہ یار قمر نوں(۱۴)

ترجمہ "ان اشعار میں میاں محمد بخش نے ایک آفاقی پیغام دیا ہے۔ فرماتے ہیں اگر تم (انسان) زندگی اللہ اور رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر گزارتے رہے اور ان مرغوب اشیا کو حرام ذرائع سے حاصل کرنے کی کوشش نہ کی تو یہ سب کچھ تمہیں مل جائے گا اور اگر تم سورج کی آشنائی اور مردار دنیا کے پیچھے لگے رہے۔ دنیا کمانے میں مصروف رہے، دنیا تو بے وفا ہے جیسے سورج کی آشنائی اور رفاقت نیلوفر کے پھول کے لیے بے وفا ہے اس کو علم نہیں کہ کنول کا پھول اس سے کتنی محبت کرتا ہے اس کو کوئی اس کی محبت کی فکر نہیں۔(۱۵)

اس لیے یہ مادی دنیا نہ بھی ملی تو دائمی زندگی تو ضرور ملے گی۔ یہ دنیا اور اس کی ہر شے فانی ہے، اس کی پروا نہیں کرنی چاہیے۔ ہر قدم پر ہماری نظر باقی اور دائمی زندگی پر جمی ہونی چاہیے۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ چاہتا ہے اُسے عزت واحترام اور جاہ وحشم حاصل ہو۔ چناں چہ اسے یقین دلایا گیا ہے کہ اگر اُس نے اپنی دنیوی زندگی میں اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنے فرائض اور بنی نوع انسان کے حقوق ادا کیے تو آخرت میں اسے وہ قدر و منزلت اور عزت افزائی حاصل ہو گی کہ احکم الحاکمین خود اور اس کے فرشتے اُسے سلام کہ کر اسے عزت احترام سے سرفراز کریں گے پھر اس سے بھی بڑھ کر جنت میں اللہ رب العزت اپنا دیدار کرائے گا۔

دنیا کی بے ثباتی اور فکر آخرت:

واضح رہے کہ آخرت کی زندگی کو بقائے دوام حاصل ہے۔ اگر چند روز کی زندگی کے پیچھے جیسے کنول کا پھول سورج کی ضیا کے پیچھے اور چوکور پرندہ چاند کی روشنی کے پیچھے چلا تو ناکام ہوا اس طرح انسان ناکامی اور شرمندگی سے بچنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ نیلوفر اور چکور سے عبرت حاصل کر کے دنیا کی زندگی میں رہ کر آخرت کی تیاری کرے۔ اسے چاہیے کہ وہ نیکی، صبر دیانت داری، فرض شناسی اور خشیت الہی

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اور اطاعت مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اختیار کرے تو اس کے نتیجے میں انسان کو ایسی خوشگوار اور پر مسرت دائمی زندگی ملے گی جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔ اس کے برعکس وہ شخص کتنا نادان، احمق اور کوتاہ نظر ہے جو یہ سودا کرنے میں سستی کا مظاہرہ کرتا ہے۔

"نفس کتے عیشاں دے یہاں اندر، غافل رو دنیائیوں
مظلوماں دی خبر نہ لئی، ہلیوں نہ اس جائیوں
مظلومان دا ہتھ نہ پکڑے جے کر عدل شاہانہ
روز حشر دے شاہ چھلین کرسن کیہ بہانہ
ایسے پاپ کماون وچوں کیہ تینوں ہتھ لگدا
لسے اُتے زور لگاون کم نہ زور آور دا
مویاں ہویاں نوں کیہ ماریں ہے انصاف مردا" (۱۷)

اشعار کا ترجمہ

شعر نمبر ۱: تو اپنے پلس کی عیش و عشرت میں مگن ہو کر انصاف کرنا بھول گئے ہو اور مظلوموں کی داوری نہیں کرتے اپنی جگہ سے ہلتے نہیں ہو۔

شعر نمبر ۲ اگر آج بادشاہی عدل نے مظلوموں کو سہارا نہ دیا اور ان کی دادرسی نہ کی تو حشر کے دن ان سے اس کے بارے پوچھا جائے گا اس وقت یہ کیا بہانہ کریں گے۔

شعر نمبر ۳: وہ بندے جو اریوں کو فراڈ لگاتے ہیں ان کو میاں صاحب کہتے ہیں کہ وہ تو پہلے ہی غریب میں ان کو فراڈ اور دھوکا دے کر کیوں گناہ کرتے ہو اور اس سے تمہیں کیا حاصل ہوتا ہے۔

شعر نمبر ۴: طاقت ور لوگوں کو کمزور لوگوں پر زور آزمائی نہیں کرنی چاہیے۔ جو پہلے ہی مرے ہوئے ہیں ان کو کیا مارتا ہو ایسا کرے گا وہ بے انصاف ہی مرے گا۔

ڈاکٹر ظفر اقبال ان اشعار کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا اشعار میں میاں محمد اکمل نے بے شمار پیغامات سے امت محمدی کی اصلاح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں انسان کو اس بات سے آگاہ کیا ہے کہ خوف خدا اور شیت الہی ہی اخروی زندگی کی کامیابی کی ضامن ہیں۔ اگر انسان آخرت کی فکر کے جذبہ تے سرشار ہو کر مظلوموں فریوں ہے کیوں تیموں کا حق نہ کھائے گا ان کے حقوق سلب نہیں کرے گا اور خوف خدا ارکھتے ہوئے اُن کی عزت احترام اور ذاتی عزت کا محافظ ہو گا۔ تینا اللہ تعالی روز حشر اسے کامیابی سے نوازے گا۔ (۱۸)

جہنم کے مختلف مقام اور حشر کی ہولناکیاں

اگر اس نے اس کے برعکس کیا۔ آخرت کی فکر سے بے بہرہ رہا اور خوف خدا اور شریعہ الہی اور حشر کی تمنا کیوں کی ہوا نہ کی تو انسان ناکام ہو گا۔ بد دیانت اور بے انصاف حاکم وقت کے لیے جہنم کے مختلف مقام ہیں۔ سورۃ البقرۃ میں ارشاد خداوندی ہے فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ والحجارة أعدت للكافرين (۱۹) ترجمہ: تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی (یعنی کافر) اور پھر (یعنی ان کے بت) ہیں جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ سورۃ الحجر کی آیت نمبر ۲۳ میں ارشاد ہے وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ (۲۰) ترجمہ اور بے شک ان سب کے لیے وعدہ کی جگہ جہنم ہے۔ سورۃ الملک کی آیت نمبر 5 میں ارشاد ہوتا ہے

وأعدنا لهُمْ عَذَابَ السعير (۲۱).

ترجمہ: اور ہم نے ان (شیطانوں) کے لیے دھکتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سورۃالمعارج کی آیات نمبر ۱۵ ۲۰ ۱۲ میں ارشاد ہوتا ہے۔

گلا إِنَّهَا لطی نزاعة للشوی (۲۲)

ترجمہ: ایسا ہرگز نہ ہوگا بے شک وہ شعلہ دن آگ ہے سر اور تمام اعضائے بدن کی کھال اتارے دینے والی ہے۔

سورۃالمدثر کی آیت نمبر ۲۲۶ تا ۳۰ میں ارشاد ہوتا ہے

ساضلیه سقرہوَمَا أَدْرَاكَ مَا سَفَرُلَا تُبْقِي وَلَا نذره لواحة للبشر ہعَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَر (۲۳)

ترجمہ: میں عنقریب اسے دوزخ میں جھونک دوں گا اور آپ کو کس نے بتایا ہے کہ سفر کیا ہے وہ (ایسی آگ جو) نہ باقی رکھتی ہے اور نہ چھوڑتی ہے (وہ) جسمانی کھال کو جھلسا کر سیاہ کر دینے والی ہے اس پر ا ُنیس (۱۹) فرشتے داروغہ ہیں)

سورۃالقارعۃ میں ارشاد ہوتا ہے

وَأَمَّا مَنْ حَقَّتُ مَوَازِينُهُ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هيه نَارٌحَامِيَةٌ (۲۴)

ترجمہ: اور جس شخص کے (اعمال کے پلڑے ہلکے ہوں گے تو اس کا ٹھکانا ہادیہ (جہنم کا گڑھا) ہوگا اور آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ہادیہ کیا ہے؟ (وہ جہنم کی) سخت دھکتی آگ (کا انتہائی گہرا گڑھا)۔

سورۃالھمزۃ کی آیت نمبر ۴ میں ارشاد ہوتا ہے

کلا لان في الخطمة (۲۵)

ترجمہ: ہرگز نہیں اور ضرور حمہ (یعنی چورا چورا کر دینے والی آگ) میں پھینک دیا جائے گا۔

سورۃالروم کی آیت نمبر ۱۰ میں ارشاد ہوتا ہے۔

ثم كان عاقة الذين أساؤوا السُّوأى أن كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِلُونَ (۲٦)

ترجمہ: پھر ان لوگوں کا انجام بہت نرا ہوا جنہوں نے برائی کی اس لیے کہ وکو جھٹلاتے اور ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ یہ جہنم کے مختلف نام ہیں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں اور یہی جہنم کے مختلف طبقات ہیں ان میں سب سے نچلا طبقہ منافقین کے لیے ہوگا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اللہ تعالی ہمیں اس سے محفوظ فرمائے۔

زندگی کے بارے میں کہنے والوں نے بہت کچھ کہا ہے۔ صوفیا کرام کی تعلیمات میں دنیا کے بارے میں یہ واضح پیغام ہے کہ کائنات ہستی میں کسی نے دنیا کو کھیل تماشا سے تعبیر کیا تو کسی نے اسے چار دن کی چاندنی سے تشبیہ دی ہے۔ غرض کہ ہر شخص نے زندگی کو اپنے ذوق کے مطابق سمجھا۔ حضرت میاں محمد بخش نے اپنی شاعری میں آخرت کے پہلوؤں کو اجاگر کرنے کا الگ اسلوب اپنایا ہے اس میں اُنہوں نے فرمایا کہ اے انسان تو نے اگر انصاف نہ کیا اگر کسی کا حق کھایا تو اپنی نفس پرستی کا غلام بنا رہا اگر تو غریبوں، مسکینوں، یتیموں پر دست شفقت کی بجائے اُن کا حق کھاتا رہا تو ناکام ہے۔ صاحب نظر اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہیں کہ دنیاوی زندگی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ میاں صاحب نے اپنی شاعری میں دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی فکر پر بہت زور دیا ہے۔ بالخصوص حقوق العباد میاں صاحب کے کلام کا اہم پہلو ہے اور ان کو پورا کرنا اور نیکی کے جذبہ سے سرشار ہو کر آخرت کی تیاری کرنا یہی صوفیا کی فکر ہے۔

دنیا کی زندگی کی کوئی حیثیت نہیں یہ تو محض اپنے مالک حقیقی کو راضی کرنے کا چھوٹا سا دورانیہ ہے۔ اس عارضی رہے ثبات زندگی میں جو شخص جس قدر اپنے رب کو راضی کرے گا رہی قدر دائی زندگی میں بلند مقام و مرجہ پائے گا۔ اگر غور کیا جائے تو زندگی کی دولت نہ تو ہماری خوشی سے ہمیں ملی ہے اور نہ ہی اپنی مرضی سے واپس کر سکتے ہیں۔

فضل کریں نے بلئے جاوں میں جے منہ کالے
بدل کریں نے تھر تھر کمبن اچیاں شاناں والے (۲۷)

ترجمہ: اگر تو رحم و فضل کریں تو میرے جیسے گناہ کار بھی کھلتے جائیں اگر اے (خدا) تو نے انصافی کیا تو بڑے بڑے نیکوکار بھی کانپنے لگتے ہیں۔ (۲۸)

ارشاد باری تعالی ہے اقترب للناس حسابھم وھم في غفلة معرضون (۲۹) لوگوں کے لیے ان کے حساب کا وقت قریب آ گیا اور وہ غفلت میں بڑے اطاعت سے منہ پھیرے ہوئے ہیں"۔

انسان ہمیشہ سے زندگی و موت افتاد بنامیات کے راگی و عارضی ہونے کائنات کے عالم مارہ تک محمد درد ہونے یا غیر مادی جہان تک اس کے وسیع ہونے اپنے اندر غیر فانی اور ہائیجار عنصر کی موجودگی اور سرچشمہ حیات و بقائے ابدی سے متصل ہونے کے بارے میں خور وانگر کرتا رہا ہے اور ابدی زندگی ولا محمد درحیات کا حصول اور طبیعت کی حدود و قیود سے نجات پانا آرام و سکون و سعادت مطلق حاصل کرنا اور حیات طوبیہ اور عالم روحانیت میں زندگی گزارتا انسان کی وہ آرزوئیں ہیں جو ابھی تک اسے حاصل نہیں ہوئی ہیں"۔ (۳۰)

اس لیے ادیان الہی نے ہستی کے آغاز اور انجام کی شناخت و معرفت کرنے کو اپنی سب سے بڑی ذمہ داری قرارہ دیا ہے۔ ادیان ابھی نے وحی کے ذریعے مذکورہ دونوں مخلی و پوشیدہ امور کو واضح آشکار کیا ہے۔ انسان نے بھی دمی و منتقل میں سے کسی ایک کے ساتھ یا ان دونوں کی مدد سے ان مجہولات کو منکشف کرنے کی کوشش کی تاکہ مبدا و معاد کی معرفت کے سائے میں اپنی حقیقت سے آگاہ ہو سکے اور عظیم زندگی کے راستے پر گامزن ہو سکے۔

"یہی وجہ ہے کہ انسان دنیا کی حیاتی میں مبدا اور معاد کے سایہ تھے رو کر اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرتا ہے لیکن انسان چونکہ فطرتاً جلد باز ہے اس کو نہ چاہتے ہوئے بھی گناہ، نسیان کار ہوتے ہیں کیوں کہ جتنے انبیا کرام اور صالحین انسان دنیا میں آئے انہوں نے مبدا اور معاد کے درمیانی سمندر پر کشتی کنارے لگانے کی کوشش کی آخر ہار کر اعمال کی خوش فہمی سے توبہ تائب ہو کر اللہ کی رحمت اور فضل کے طالب ٹھہرے اس لیے ان پر یہ حقیقت منکشف ہو چکی تھی کہ اعمال کامیابی کیلئے ضروری تو ہیں لیکن اگر خدا کے عدل کا میزان انسان کے حساب و کتاب پر منعقد ہوتا ہے تو غیر اللہ کے فضل سے کامیابی ممکن نہیں ہے۔ (۳۱)

حضرت میاں بخش نے اپنے کلام میں اللہ کی رحمت اور فضل کو کامیابی اور کامرانی کے لیے ضروری قرار دیا ہے۔ اگر قرآن ایک فائدہ مند بر حق عقید و پیدا کرنے کے علاوہ اس کیفیت و ماہیت کے بارے میں بھی گفتگو کرتا ہے کہ دنیا نہایت عارضی اور ناپائیدار ہے اس میں دنیا و آخرت کے مسائل، دستور قوانین درج ہیں:

حضرت ابوذر غفاری اکثر فرمایا کرتے تھے

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یاایہا الناس، انی لکم ناصح الی علیکم شفیق، صلو في ظلمة الليل لو حشة القبور، وصوموا الدنیا لحر یوم النشور، وتصددفوا مخافة یوم عسیر بابہا الناس، انی لکم ناصح اني علیکم شفیق (۳۲)

ترجمہ: اے لوگو میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور تم پر شفقت کرنے والا ہوں قبر کی وحشت سے بچنے کے لیے رات کی تاریکی میں نماز پڑھا کرو (یعنی نماز تہجد) یوم حشر کی گرمی سے بچنے کے لیے دنیا میں روزے رکھا کرو اور تقی والے دن (قیامت) کے خوف سے بچنے کیلئے صدقہ کیا کرو۔ اے لوگو میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور تم پر شفقت کرنے والا ہوں۔

حضرت میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اگر تو نے ہمیں اپنی رحمت کے سایہ تلے نہ جگہ دی تو ہم آخرت کی ہولناکیوں سے کبھی نہیں بچ سکتے یارب العالمین تو نے ہمارے اعمال نامے عدل وانصاف پر ماپے تو ہر گز ہم کامیاب نہیں ہوں گے تیری رحمت اور فضل سے ہماری کامیابی مشروط ہے کیوں کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے اس وقت سے اس کا امتحان شروع ہو جاتا ہے یہ عارضی زندگی ختم اور دائمی زندگی کا آغاز ہو جاتا ہے حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم نے ارشاد فرمایا ہے۔(۳۳) **اذا مات احدکم فقد قامت قیامته (۳۴)** تم میں سے جس کسی کی موت واقع ہو گئی تو اس کی قیامت (اس وقت) قائم ہو گئی۔ ارشاد خداوندی ہے۔ **اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ** (۳۵) لوگوں کے لیے ان کے حساب کا وقت قریب آپہنچا۔

لہذا موت ہی قیامت کا اولین مرحلہ ہے اس سے قیامت کا آغاز ہو گا۔ موت کے بعد مہلت ختم ہو جائے گی۔ دار العمل موت سے پہلے تک ہے، اس کے بعد دار الجزا ہے کامیاب شخص وہی ہے جس نے موت کو یاد رکھا اور اس کے آنے سے پہلے، مجھے مراحل کے لیے اپنی تیاری کی لیکن اس اہم بات کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ میاں محمد بخش نے اپنی شاعری میں فرمایا ہے اعمال تو ہوں لیکن اللہ کی رحمت اور فضل سے ہی ہم بخشیں جائیں گے اگر انصاف ہوا تو اس میں کامیاب ہونا بہت مشکل ہے کیوں کہ ہم ناتواں نادار گنہ گار کمزور انسان ہیں ہم اللہ کے عدل کا سامنا نہیں کر سکتے ہیں۔ حضرت میاں صاحب سیف الملوک میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اڈیا بھَور آسمانے چڑھیا آ ئیو لیس بو بہشتی گیا ملاح محمد بخشاؒ شکستی کشتی(۳۶)

ترجمہ وتشریح: مجور (روح) نوں بہشت توں پاس (خشبہ) آئی تے اوہ اُڑکے آسمانی جا پڑیا۔ اے محمد بخش جیویں ملاح اپنی ٹٹی (شکستہ) کشتی کو چھوڑ کر چلا گیا ٹٹی کشتی سے مراد شکستہ بدن ہے اور ملاح روح کو کہا گیا ہے۔ (۳۷)

جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

اکثروا ذکرھا ذم اللذات یعنی الموت(۳۸)

ترجمہ: لذات کو توڑنے والی چیز یعنی موت کا کثرت سے ذکر کیا کرو۔

جیسا کہ ایک روایت میں ارشاد فرمایا ہے

اکثروا ذکر الموت فما من عبد اکثرہ الا احیا اللہ قلبه، وھون علیه الموت(۳۹)

موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ جو بھی شخص اسے کثرت سے یاد کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے دل کو زندہ کر دیتا ہے اور اس پر موت کی سختی کو آسان کر دیتا ہے۔

حضرت میاں محمد بخشؒ نے مندرجہ بالا شعر میں موت کی مثال دیتے ہوئے ملاح روح اور کشتی مٹی کا بدن ہے اس طرح موت کو یاد رکھنے کی تمثیل بیان کر کے اس موضوع کو میاں صاحب نے دلچسپ بنا دیا ہے۔ انسان کو دنیا میں صرف آزمائش و امتحان کے لیے بھیجا گیا ہے تاکہ سب کو انفرادی طور پر آزمایا جائے اور اعمال کے نتیجے میں آخرت میں اسے بلند مقام سے نوازا جائے واضح رہے کہ موت کے بغیر اللہ تعالی

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سے ملاقات ممکن نہیں، کیوں کہ اللہ تعالی نے یہ نظام ہی اُس طرح سے ترتیب دیا ہے۔ موت در حقیقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی طرف پہلا قدم ہے اس لیے موت قیامت کا مرحلہ اولی ہے موت کے بعد قبر کا مرحلہ قیامت تک ہے۔

ہدہد چھٹ گیا اس قیدوں چک لگی سرکاری شہر سبا نوں ہویا روانہ کر کے تیز اُڈاری

شعر نمبر ۲ جدوں سرکاری (رب دی) چک لگی۔ تاں ہند ہند نوں اس قید (پنجرے) توں نجات ملی بند ند (روح) اُڈاری مار کے شہر سبانوں روانہ ہویا۔ (۴۰)

میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ نہایت عابد و زاہد تھے۔ اُن کی شاعری میں فکر آخرت کا پہلو کسی نہ کسی صورت میں نظر آتا ہے چونکہ تعلیمات صوفیا کا پہلا موضوع فکر آخرت ہے صوفیا کرام نے ہمیشہ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف پیش قدمی کا درس دیا ہے مندرجہ بالا شعر میں میاں صاحب نے انسان کو یہ درس دیا ہے کہ انسان کی روح ایک دن اس بدن خاکی سے آزاد ہو کر اللہ کی مقدس بارگاہ میں حاضر ہو گی اور نیک ارواح دنیا و آخرت سے بے نیاز اللہ کے حضور پیش ہو کر سرخرو ہوں گی اور روح اللہ کے غضب کا شکار ہو کر کے بے سکونی کی معمیق گہرائیوں میں کھو کر نضب الہی اور عذاب الہی کی مرتکب ہو گی، اللہ تعالی نے اس شخص کو جنت میں داخل کرنے کا وعدہ کیا ہے جس انسان نے دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری کی ہو گی اور آخرت کی فکر میں اپنے شب و روز گزارے ہونگے یہی پیغام میاں صاحب کے کلام سے ملتا ہے ارشاد ربانی ہے۔

يَعْلَمُونَ ظاهراً من الحياةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ(۴۱)

ترجمہ: وہ تو دنیا کی ظاہری زندگی کو ہی جانتے ہیں اور لوگ آخرت (کی حقیقی زندگی) سے غافل بے خبر ہیں۔

قرآن مجید میں ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ: اے میری قوم! یہ دنیا کی زندگی بس (چند روزہ) فائدہ اٹھانے کے سوا کچھ نہیں اور بے شک آخرت ہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت انسؓ سے حضرت امام بخاریؒ روایت کرتے ہیں:

واللہ لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا و لبکیتم کثیرا(۴۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی قسم! جو میں جانتا ہوں اگر تم جان لیتے تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔

کالے اِک اِک وچھڑ چلے گورے خط لیائے بنھو بھار تیار سفر دا کوچ سنیسے آئے

شعر نمبر ۳ میاں صاحب فرماندے نیں کہ چٹے وال دنیا وچ آئے ایس مسافر دے لئی موت دا سنیہا نیں تے ایہہ چٹے وال آکھدے نیں کی تیاری پھڑ اگلے جہان دی(۴۳)

حضرت ابو ذر غفاری اکثر فرمایا کرتے تھے:

یا یھاالناس ، انی لکم نا صح، انی علیکم شفیق، صلو ا فی ظلمة اللیل لو حشة القبور، وصوموا الدنیا لحریوم النشور، وتصدقوا مخافة یوم عسیر، یایها الناس، انی لکم ناصح، انی علیکم شفیق(۴۴)

اے لوگو! میں تمھارا خیر اخواہ اور تم پر شفقت کرنے والا ہوں، قبر کی وحشت سے بچنے کے لیے رات کی تاریکی میں نماز پڑھا کرو (یعنی تہجد ادا کیا کرو) یوم حشر کی گرمی سے بچنے کے لیے دنیا میں روزے رکھا کرو اور تنگی والے دن (روز قیامت) کے خوف سے بچنے کے لیے صدقہ کیا کرو۔ اے لوگو! میں تمھارا خیر خواہ اور تم پر شفقت کرنے والا ہوں۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

میاں صاحب نے اپنے کلام میں قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنے اشعار تحریر فرمائے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اس دن سے اس کی عمر کم ہونا شروع ہو جاتی ہے اور موت قریب آنا شروع ہو جاتی ہے اس وجہ سے ہمارے نبیؐ کی زندگی سے یہی سبق ملتا ہے کہ اے ایمان والو! موت تمھارے بہت قریب ہے اور تم نے اگر قبر حشر اور آخرت میں کامیاب ہونا ہے تو ارکانِ اسلام پر عمل کیا کرو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ دیگر عبادات کو اپنی زندگی کا معمول بنالو کہ تم اور آخرت میں کامیاب ہو جاؤ۔

حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہو گا اور حقوق العباد میں سب سے پہلے خون ناحق کا حساب لیا جائے گا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں: موت سے قبل کی زندگی بہت آسان اور موت کے بعد کی زندگی بہت مشکل ہے۔ آپ سفید بالوں کا بہت حیا کرتے تھے کیونکہ سفید بال موت کی گھنٹی ہوتے ہیں۔(۴۵)

عزرائیل فرشتہ آیا لے کے حکم جنابی پڑھیا شاہ عشق دا کلمہ دتی جان شتابی

شعر نمبر ۴ ”انسان کی زندگی فانی ہے اس لیے حضرت عزرائیل فرشتہ اللہ کے حکم سے انسان کی روح کو قبض کرنے کے لیے (اللہ کا پیغام لے کر آتا ہے اور روح قبض کر کے خدا کے ہاں چلا جاتا ہے۔“(۴۶)

میاں محمد بخشؒ کی شاعری میں فکر آخرت کا پہلو بہت خوبصورت بیان کیا گیا ہے اس شعر میں میاں صاحب نے حضرت عزرائیل کی آمد اللہ کے حکم سے اور حضرت انسان کی زندگی کے ختم ہونے پر روح قبض کرنا اور اللہ کے حضور پیش کرنا ہے اور جب انسان اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے تو اپنے ساتھ اپنے عمال کا رجسٹر ساتھ لے کر جاتا ہے اور نیکی اور بدی میزان پر تولی جاتی ہے اور نیکی جنت اور بدی عذاب الٰہیٰ ہے اس طرح میاں صاحب نے عزرائیل فرشتہ کو موت کا گھنٹہ علامتی طور پر استعمال کر کے فکر آخرت کا درس دیکر اُمت مسلمہ کی آخری کامیابی کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔

روز قیامت شفاعت محمدی اور ہمارے اعمال

اللہ رب العزت نے انسان کو نہ صرف بے شمار مادی نعمتوں سے نوازا ہے بلکہ اُسے ایسی صلاحیتوں سے بھی بہرور کیا ہے جو کسی دوسری مخلوق کے حصے میں بہت کم آئی ہیں اگر انسان اس مختصر دنیوی زندگی کو منزل مقصود بنا کر بیٹھ گیا اور ابدی واُخروی زندگی کی تیاری نہ کی تو مرنے کے بعد ندامت کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا ہمارے اس خسارے کی وجہ یہ ہو گی کہ ہم نے دنیا کی زندگی حاصل کرنے کو مقصد بنائے رکھا وہ اصل مقصد کو فراموش کر بیٹھے۔

”اللہ تعالیٰ کے حضور قیامت کے دن ساری مخلوق کو حساب وکتاب کے لیے تین سو (۳۰۰) سال کی طویل مدت تک سخت دھوپ میں کھڑا کرنا پڑے گا جب خوف وہراس سے سب کے کلیجے منہ کو آرہے ہوں گے اور یہ پیشی کا دن ہو گا۔ اس موقع پر حضورؐ کی شفاعت پر اہل قیامت کا حساب شروع ہو گا۔“(۴۷)

روز قیامت کو متقین کے لیے نہ کوئی خوف ہو گا نہ کوئی غم ہو گا اُس دن دُنیاوی تعلقات دوستیاں ختم ہو جائیں گی لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قائم کی گئی سنگتیں برقرار رہیں گی۔ روز حشر کی ان حشر سامانیوں میں بھی یہ دوستیاں ہی کام آئیں گی جو صالحین کی ہوں گی۔ الغرض میاں محمد بخشؒ فرماتے ہیں جب انسان کی بحکم خدا حضرت عزرائیلؑ روح قبض کریں گے تو اس کے بعد عمل کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔

موتی کد ملے مڑ سپاں وَنج پے وچ لڑیاں ڈگیاں پھلیاں خاکو رلیاں فیر رکھیں کد چڑھیاں (۴۸)

شعر نمبر ۵ ”جو موتی ہاراں وچ پرو دتے جاون اوہ سپیاں وچ واپس پرت کے کد آسکدے نیں۔ تے جو پھلیاں اِک واری رُکھاں توں تھلے زمین تے ڈگ پین اوہ مڑ واپس درخت اُتے کیویں چڑھ سکدیاں نیں۔ ایہوای جسم تے روح دے وچھوڑے دی مثال اے جے اِک واری روح جسم چوں اُڈاری مار جاوے تے اس وجود دا دوسرے وجود نالوں

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

وچھوڑاوی برحق اے۔ ہر کسے نے دوجے تو کدی نہ کدی ضرور وچھڑنا اے۔ اولاد تو مائی باپ نیں۔ بھیناں بھرواں نیں تے خاوند تو بیوی نیں اصل جڑت رب دی ذات نال ای ہونی چاہی دی اے۔(۴۹)

حضرت میاں محمد بخشؒ نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ روح کی جدائی بیان کی ہے۔ اس شعر میں میاں صاحب نے موت کا برحق ہونا اور اُخروی زندگی کی طرف پیش قدمی آخرت اور دنیا کی زندگی کا وجود بیان کرتے ہوئے اس بات کو واضح کیا ہے کہ آخرت موت کے بعد کا جہان ہے اگر انسان ایک دفعہ موت کے عمل سے گزر جاتا ہے تو واپسی کی کوئی گنجائش نہیں۔ تمثیل کے ساتھ میاں صاحب نے موتی اور سپی کی مثال دی ہے درخت کے پھل یا پھلیاں جو درخت سے ایک بار الگ ہو جائے تو اس کی واپسی قطعی طور پر گنجائش نہیں ہوتی۔ اس دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیا ہے دنیا میں انسان رہ کر دُنیا کی زندگی میں نا ختم ہونے والی زندگی کی تیاری کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو یہ اس کی بڑی کامیابی ہے کیوں کہ اس میں واپسی کی قطعی طور پر اُمید نہیں ہوتی اگر ایک دفعہ مومن مسلمان دنیا کے بہکاوے میں آ گیا تو پھر ناکامی اور ذلت اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ حضرت فرید عطا فرماتے ہیں ”معرفت اس کا نام ہے کہ دُنیا کی قدر دل میں ہو نہ ہو اور اس سے دل کو خالی رکھو۔“

اے پسر از آخرت مباش	بامتاعِ ایں جہاں خُوش دل مباش
ذر بلیات جہاں صاد باش!	گاہِ نعمت شاکر جبار باش!(۵۰)

اے صاحبزادے فکر آخرت سے غافل نہ رہ۔ اس جہاں کے سامان زینت سے دل بستگی نہ کر۔ دنیا کے سرد گرم پر راضی برضا اور ہمیشہ خدا کی نعمتوں کا شکر کرتا رہ۔

جے لکھ واری عطر گلاباں دھوئیے نت زباناں	نام اوہناں دے لائق ناہیں کیہہ قلمے دا کاناں (۵۱)

شعر کا ترجمہ جعفری: ”بے شک عطر گلاب سے دھوئیں لاکھوں بار قلم کو اس اعزاز کے لائق کب کہ ان کا نام رقم ہو“(۵۲)

شعر کا ترجمہ شفیع عقیل: ”اگر لاکھوں بار عطر سے دھوتے رہیں تو بھی یہ زبان ان کا نام لینے کے قابل نہیں ہوتی پھر سرکنڈے کے اس قلم کی کیا حیثیت ہے۔“(۵۳)

ایک لاکھ مرتبہ بھی گلاب کے عطر سے زبان ہم ہمیشہ اپنی زبان دھوتے رہیں تو تب بھی ہماری زبان ان کا نام لینے کے قابل نہیں ہو سکتی۔ پھر بھلا اس نڑے، سرکنڈے کے اس قلم کی کیا حیثیت ہے۔

حضرت میاں محمد بخشؒ نے بشانِ مصطفیٰ ﷺ، عزت رسول ﷺ ناموس رسالت ﷺ کو ملحوظ خاطر رکھنا اپنی تحریری سرگرمیوں میں کتنا ضروری قرار دیا ہے اور دنیا و مافیھا میں جتنی اللہ نے مخلوقت پیدا کی ہیں اُن کے دل میں عظمت رسول ﷺ ڈال کر تخلیق فرمایا ہے۔ بالخصوص حضرت انسان کو یہ باور کروایا ہے کہ اے مومنو! میں نے تم پر احسان فرمایا کہ اپنا محبوب تم میں مبعوث فرما دیا اور دنیا و آخرت کی کامیابی تحفظ ناموس رسالت میں مضمر ہے۔ اپنی جان، مال، اولاد، والدین سے عزیز تر قوم قدم قدم پر محتاط رویہ شان مصطفیٰ ﷺ پر یہ آخرت کی کامیابی کی کنجی ہے۔

”اگر ہم اس صورت حال کا تحقیقی جائزہ لیتے ہیں تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مسلم اُمہ کی بربادی کی بنیاد ہمارے قلوب سے عشق رسول ﷺ اور تحفظ ناموس رسالت کے جذبہ کے اظہار میں سستی ہے اور قلوب سے فکر آخرت کا نکل جانا ہے بلاشبہ عشق رسول اور ناموس رسالت کی روشنی میں فکر آخرت اور خوف الٰہی کے جذبہ کی نشو و نما اُمت کی بقاحیات کے لیے ناگزیر ہو چکی ہے“۔(۵۴)

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اگر صحیح معنوں میں اس فلسفہ کا ادراک ہو جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان خود احتسابی کرتے ہوئے اپنے احوال کو درست نہ کر لیں۔ اسی لیے قرآن وحدیث میں شد و مد سے فکر آخرت اور محبت رسول ﷺ فکر آخرت کی بنیادی اساس کے مضمون کو بیان کر کے ہمیں اور اُمت مسلمو کو باور کرایا جائے کہ دنیا میں کیے گئے اپنے ہر عمل کا حساب قیامت کے دن دینا پڑے گا۔

لکھ ہزار بہار حسن دی خاکو وچ سمانی　　　　لاپریت محمد جس تھیں جگ وچ رہے کہانی(۵۵)

شعر کا ترجمہ ضمیر جعفری

خاک کے اندر خاک ہوئی ''چن چہروں'' کی تابانی　　　　کر وہ پریت محمد جس سے جگ میں رہے کہانی(۵۶)

دنیا کی زیب و زینت عارضی اور فانی ہے

حضرت میاں محمد بخشؒ نے اس حقیقت کو اپنے مندرجہ بالا اشعار میں واضح کیا ہے کہ انسان نے ہمیشہ اس دنیا میں نہیں رہنا دنیا کی زیب و زینت عارضی اور فانی ہے مختلف تمثیلات سے آخرت کی سچائی اور حقیقت واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اے میری قوم! یہ دنیا کی زندگی بس (چند روزہ) فائدہ اٹھانے کے سوا کچھ نہیں اور بے شک آخرت ہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔ دیکھا جائے تو زندگی کا فیصلہ کُن مرحلہ موت ہے حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں کہ ہمیشہ اس فانی کائنات میں انسان کا مسکن نہیں رہے گا اس طرح دنیاوی زندگی کا فیصلہ کُن مرحلہ موت ہی ہے۔ میاں صاحبؒ اس لیے بڑی سنجیدگی سے فکر آخرت کا جذبہ شاعری میں تبلیغ فرمایا ہے کہ جب اولیا اللہ فکر آخرت میں ہوتے تو ان گریہ طاری ہو جاتا اور وہ عذاب سے خوف زدہ ہو کر اللہ تعالی کی رحمت اور بخشش کے طلب گار ہوتے تھے۔ وہ مردان حق اپنی زندگیاں آخرت کے عذاب کے خوف میں اللہ کی رحمت اور بخشش کی امید یعنی خوف در جا کو یک جا کر کے گزارتے تھے۔ ہم نے دین کی تعلیمات کو فراموش کر دیا ہے۔ کچھ خاص خوف والے ہو گئے اور کچھ خالص رجا والے ہو گئے۔ ہم لوگ الا ماشاء اللہ صرف امید ہی امید رکھتے ہیں۔ یہ امر ذہن نشین رہے کہ اعمال صالح خوف ورجا خشیت و محبت، تقویٰ، قیام اللیل، صدق و اخلاق، ریاضت و مجاہدہ کے بغیر بیڑا پار نہیں کرایا جا سکتا۔ میاں محمد بخشؒ نے فرمایا کہ یہ دنیا جائے عمل ہے یہاں پر انسان سدا نہیں رہے گا۔ میاں صاحب نے اپنے کلام میں بالخصوص پنجابی شاعری میں قدم قدم پر اس بات کو باور کروایا ہے کہ اے انسان تو نے اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا ہے۔ یہ انتہائی مختصر سی زندگی ہے اس میں انسان رہتے ہوئے سنجیدگی کے ساتھ آخرت کی فکر کو ذہن کے باغیچوں میں سجائے اور فکر آخرت کے جذبہ کو مضبوط کرے اور نیک اعمال پر ثابت قدم رہے۔

حضرت میاں محمد بخشؒ فرماتے ہیں صوفیانہ تعلیمات کو اپنی زندگیوں میں شامل کریں اور لائبریریوں میں اپنے اصلاف اور اکابرین کی کتابیں پڑھیں جیسے، کشف المحجوب، فتوح، الفتوحات الربانیہ، غنیتہ الطالبین، الرسالہ القشیریہ، قوت القلوب، عوارف المعارف اور سر الاسر ارو غیرہ جیسی تصانیف کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ حضرت میاں محمد بخشؒ نے فرمایا ہے کہ یہ تمام تصانیف اسلام کے علمی اثاثے ہیں اور خوف و خشیت، تقویٰ و طہارت، قیام اللیل، صدق و اخلاق اور زہد و تقویٰ کے بغیر بیڑا پار نہیں ہے۔

حوالہ جات

۱۔ حمید اللہ ہاشمی، پروفیسر، میاں محمد بخشؒ لاہور، مکتبہ جدید پریس، ۲۰۰۳ء ص ۴

۲۔ میاں محمد بخشؒ، سیف الملوک، ص، ۴۱

۳۔ ابو الکاشف قادری، شرح کلام میاں محمد بخشؒ، لاہور، مطبوعہ مشتاق بک کارنر، ۲۰۰۹، ص، ۴۳۳

۴۔ الرحمٰن ۵۵:۲۶-۲۷

۵۔ میاں محمد بخشؒ، سیف الملوک، ص ۲۹

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

۶۔ ابو الکاشف قادری، شرح کلام میاں محمد بخشؒ، ص، ۳۴

۷۔ الملک ۲:۶۷

۸۔ میاں محمد بخشؒ، سیف الملوک، ص:۷۸

۹۔ SaeedAhmad, Great, Sufi Wisdom Mian Muhammad Bakhsh, Rawalpindi, 2003, P.11

۱۰۔ الملک ۲:۶۷

۱۱۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح بخاری، جلد ۱۷ لاہور دار نشر الکتب، ۱۹۸۴ء ص ۲۳۰

۱۲۔ ایضاً، ص ۴۲

۱۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ج:۵، رقم الحدیث ۲۳۵۴۵ ص ۴۱۲

۱۴۔ فقیر محمد فقیر، سیف الملوک، لاہور، مکتبہ الفیصل، ۱۹۶۱، ص ۴۱

۱۵۔ حمید اللہ ہاشمی، پروفیسر، میاں محمد بخشؒ، لاہور، مکتبہ جدید پریس، ۲۰۱۳، ص ۱۲۱

۱۶۔ طاہر القادری، ڈاکٹر شیخ الاسلام، مراحل آخرت، ۲۰۱۸، ص ۵۹۳

۱۷۔ میاں محمد بخشؒ، سیف الملوک، ص ۴۴

۱۸۔ ظفر اقبال، ڈاکٹر، ترجمہ سیف الملوک، لاہور مکتبہ دانیال، س ن، ص ۵۳

۱۹۔ البقرہ ۲:۲۴

۲۰۔ الحجرہ ۱۵۔۴۳

۲۱۔ الملک ۶۷:۵

۲۲۔ المعارج ۷۰۔۱۵۔۱۶

۲۳۔ المدثر ۷۴۔۲۶۔۳۰

۲۴۔ القارعۃ ۱۰۱۔۸۔۱۱

۲۵۔ الھمزۃ ۱۰۴۔۴

۲۶۔ الروم ۳۰۔۱۰

۲۷۔ میاں محمد بخشؒ، سیف الملوک، ص:۵۰

۲۸۔ Saeed Ahmad, Great, Sufi Wisdom Mian Muhammad Bakhsh, P.18

۲۹۔ الانبیا، ۱:۲۱

۳۰۔ امام خمینی، معاد، لاہو، مکتبہ رضا، ص:۹

۳۱۔ ایضا، ص، ۱۱۔۱۲

۳۲۔ ہیقی، شعب الایماں، ج:۶، ص:۳، حدیث رقم ۴۱۲

۳۳۔ حمید اللہ ہاشمی، پروفیسر، میاں محمد بخش، ص ۴۲

۳۴۔ دیلمی، مسند الفردوس، ج، ا، ص ۲۸۵، حدیث رقم ۱۱۱۶

۳۵۔ الانبیا، ۱:۲۱

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

۳۶۔ میاں محمد بخش، سیف الملوک، ص ۵۱

۳۷۔ ظفر مقبول، ڈاکٹر، ترجمہ سیف الملوک، لاہور مکتبہ دانیال، س، ن، ص، ۵۲

۳۸۔ ترمذی، السنن، ج، ۴، ص، ۴، حدیث رقم، ۱۸۲۴

۳۹۔ نسائی، السنن، کراچی، ج ۲، ص، ۴، حدیث رقم ۱۸۲۴

۴۰۔ اختر جعفری، ڈاکٹر، سید حضرت محمد بخشؒ حیاتی تے شاعری، لاہور، مقصود پبلیشرز ۲۰۰۷، ص ۲۵

۴۱۔ الروم ۳۰:۷

۴۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوہ اُحد، ض، ۴، ص، ۱۴۸۴ حدیث رقم ۳۸۱۶

۴۳۔ ابوالکاشف قادری، شرح کلام میاں بخش، ص ۴۱

۴۴۔ بیہقی، شعب الایمان، ج ۶، ص ۴۱۲، حدیث رقم ۳۹۲۴

۴۵۔ طاہر القادری، ڈاکٹر شیخ الاسلام، مراحل آخرت، لاہور، منہاج القرآن اکیڈمی پرنٹرز، ۲۰۱۸، ص، ۶۱۷

۴۶۔ حمید اللہ ہاشمی، پروفیسر، میاں محمد بخشؒ، ص ۳۱

۴۷۔ طاہر القادری ڈاکٹر شیخ الاسلام، مراحل آخرت، لاہور، منہاج القرآن اکیڈمی، پرنٹرز، ۲۰۱۸، ص ۲۱۷

۴۸۔ ایضا، ص ۵۵

۴۹۔ حمید اللہ ہاشمی، پروفیسر، میاں محمد بخش، ص: ۳۱

۵۰۔ اشرف علی تھانوی، مولانا، حکیم الامت، دنیاو آخرت، لاہور، مکتبہ العربیہ، ۱۹۸۵ء، ص ۱۱۱

۵۱۔ میاں محمد بخشؒ، سیف الملوک، لاہور، مکتبہ الفیصل، ۱۹۶۱، ص ۲۶

۵۲۔ ضمیر جعفری، من میلہ، اسلام آباد، مطبوعہ لوک ورثہ اشاعت گھر ۱۹۸۰، ص ۳۵

۵۳۔ شفیع عقیل، ترجمہ سیف الملوک، کراچی، مطبوعہ، انجمن ترقی اُردو پاکستان ۱۹۹۰ء ص ۴۰

۵۴۔ طاہر القادری ڈاکٹر شیخ الاسلام، مراحل آخرت، لاہور، منہاج القرآن اکیڈمی، پرنٹرز، ۲۰۱۸، ص ۲۱۲

۵۵۔ میاں محمد بخشؒ، سیف الملوک، ص ۳۲